

## 148099 - کیا مرد کے لیے ایک سے زیادہ شادی کی اجازت کو ناپسند کرنا نواقض اسلام میں شامل ہے؟

سوال

میں نے سوال نمبر: (31807) کے جواب میں نواقض اسلام پڑھے ہیں، جن میں دسوال ہے: "اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے نفرت کرے، چاہے وہ اس پر عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو؛ کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ: **{ذکرِ آنہم کرہُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَجْبَطَ أَحَمَالَمْ}**۔ ترجمہ: یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت سے نفرت کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال رائٹگاں کر دیئے۔ [محمد: 9]۔۔۔ ان تمام نواقض کے بارے میں یہ بھی ہے کہ کوئی بھی شخص یہ کام مزاح میں، یا سنجیدگی سے یا ڈر کر کے توہر حالت میں حکم یکساں ہے، صرف اس شخص کا حکم مختلف ہو گا جس سے یہ کام زبردستی کروائے گئے ہوں۔ یہ تمام کام بست خطرناک ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں سے سرزد بھی بست زیادہ ہوتے ہیں، اس لیے ہر مسلمان ان سے منتبہ رہے، اور اپنے آپ کو ان سے بچائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی سزا کا موجب بننے والے کاموں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ خیر الْعَلْقَبَ جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت و سلامتی نازل فرمائے۔۔۔"

تو بہت سی خواتین مردوں کے ایک سے زیادہ شادی کرنے سے نفرت کرتی ہیں، اور یہ خواتین اس بات کا اظہار اپنی مخلسوں میں سنجیدہ اور مزاح ہر دو حالت میں برملابھی کرتی ہیں، تو کیا یہ ارتیاد میں شامل ہوگا، اور کیا ان پر توبہ کرنا اور دوبارہ مسلمان ہونے پر غسل کرنا بھی لازم ہو گا؟

پسندیدہ جواب

جب کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو، اسی کے مطابق فرمان باری بجالائے، اسے مسترد نہ کرے نہ ہی اس پر کوئی اعتراض کرے تو مسلمان وہی عمل کر رہا ہے جو اس پر واجب ہے۔ اب اگر اس کے دل میں اس کام کے متعلق طبعی کراہت بھی آئے تو یہ اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہے، جیسے انسان فطری طور پر قتال اور جنگ کو چھاننیں سمجھتا یا کہ پھر بھی اللہ کا حکم مانتے ہوئے اسے قبول بھی کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہی ہوتا ہے، اسی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

**{كَيْتَبَ عَلَيْكُمُ النِّفَاقَ وَهُنُوكُهُ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ يَنْخَرُنَّ بِوَاحِدَةٍ وَهُنَّ خَرِيقُ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ يُشْجُوَا شَيْئًا وَهُنُّ شَرُّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ}۔**

ترجمہ: تم پر قتال فرض کیا گیا ہے اور وہ تمیں ناگوار ہے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار بھواؤ رہو تمہارے حق میں بستر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی چیز کو تم پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ اور [چیزوں کی حقیقت] اللہ ہی خوب جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔ [البقرۃ: 216]

تو عورت کا اپنی سوتن کو برداشت نہ کرنا بھی اسی میں شامل ہے؛ کیونکہ یہ بھی ایک فطری ناگواری ہے؛ اس لیے کہ آنے والی سوتن اس کے خاوند میں شریک بننے کی۔ لیکن دو با توں یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے قتال کی فرضیت کو اچھانہ سمجھنے اور قتال کو اچھانہ سمجھنے، دونوں میں فرق ہے۔ اسی طرح ایک سے زیادہ شادی کی شریعت میں اجازت کو ناگوار سمجھنے اور سوکن کو ناگوار سمجھنے میں بھی فرق ہے۔ لہذا جو چیز اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دی ہے یا جس چیز کو شریعت کا حصہ بنایا ہے تو اسے دین اور عبادت سمجھتے ہوئے اچھا سمجھے چاہے یہ فرض کردہ عمل انسان کے لیے طبعی طور پر گراں اور مشقت کا باعث ہو۔ تاہم انسان کا ایمان جس قدر کامل ہو گا اس کی ناگواری، خوش گواری میں اسی طرح بدلتے گا جیسے وہ ان کاموں کو شرعی طور پر اچھا سمجھتا ہے۔

لہذا نواقض اسلام کے بیان میں جس چیز کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کو اچھانہ سمجھے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"شریعت پر راضی رہنے کی شرط یہ نہیں ہے کہ انسان کو درد بھی محسوس نہ ہو اور اسے ناگوار بھی نہ گزرے؛ بلکہ شریعت پر راضی رہنے کی شرط یہ ہے کہ شرعی حکم پر اعتراض نہ کرے اور

اس سے ناگواری نہ ہو۔ اسی عدم تفریق کی وجہ سے کچھ لوگوں کے لیے طبعاً ناگوار چیز پر اظہار رضامندی مشکل کا باعث بن گئی اور کہنے لگے کہ: انسانی طبع میں ایسا ہو جی نہیں سختا، کیونکہ ناگواری اور رضامندی دونوں الگ الگ اور متفاہد چیزیں ہیں۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ: در حقیقت اس [طبعاً ناگواری اور شرعاً اظہار رضامندی] میں کوئی تفاہ نہیں ہے؛ کیونکہ کہت اور در دکا احسان رضامندی کے منافی نہیں ہے بالکل ایسے ہی کہ جس طرح مریض کڑوی دوپینے کے لیے راضی ہو جاتا ہے، اور شدید گرمی کے دن میں بھوک اور پیاس کے باوجود انسان روزہ رکھنے پر راضی ہوتا ہے، ایسے ہی مجاہد شخص راہِ الہی میں زخم وغیرہ کھانے کے لیے راضی ہوتا ہے۔ "ختم شد  
"مدارج السالکین" (2/175)

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے ایش بن عشیم رحمہ اللہ کستہ ہیں:

"فرمان باری تعالیٰ: **{وَهُوَ كَرِيمٌ}**۔ یہاں لفظ {کریم} مصدر ہے جو کہ اسم مفعول کے معنی میں ہے، یعنی یہ لفظ مکروہ کے معنی میں ہے، مصدر بمعنی اسم مفعول بہت زیادہ مرتبہ استعمال ہوتا ہے، مثلاً: **{وَإِنَّكَ لَأَوْلَادُ حَلَلٍ}**۔ [الطلاق: 6] تو اس آیت میں لفظ {حلل} محوال کے معنی میں ہیں، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان **«مَنْ عَمَلَ حَمَلَ إِلَيْهِ عَلِيَّهُ مَا**

**أَمْرَنَا فَوْرَدَ»** میں بھی لفظ "رد" مردوں کے معنی میں ہے۔

جملہ **{وَهُوَ كَرِيمٌ}**۔ حال ہونے کی وجہ سے مخلاف متصوب ہے، اور اس میں ضمیر "ہو" کا مرتع قتال ہے، کتابت یعنی فرضیت مرتع نہیں ہے؛ کیونکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے فرض کرنے کو مکروہ نہیں سمجھتے بلکہ بہ تقاضائے بشریت قتال ان کے لیے ناگوار چیز ہے؛ تو ان دونوں باتوں میں فرق ہے کہ کوئی یہ کہے کہ: ہم اللہ کے قتال فرض کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے، اور اس بات میں کہ ہمیں قتال ناگوار ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ قتال اور جنگ کو ناگوار سمجھایہ تو طبعی اور ظرفی امر ہے اس لیے کہ انسان کسی سے لڑنا اور جنگ نہیں کرنا چاہتا کہ کہیں وہ خود بھی قتل نہ ہو جائے؛ مگاہم جب قتال ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ ہو تو یہی قتال ایک اعتبار سے ہمارے ہاں محبوب بن جائے گا اور ایک اعتبار سے ناگوار ہو گا؛ محبوب اس اعتبار سے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض قرار دیا ہے اسی لیے صحابہ کرام جہاد میں شرکت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تھے اور جہاد میں شرکت کے لیے اصرار بھی کرتے تھے، جبکہ دوسرا سے اعتبار سے ناگوار ہو گا کہ انسانی مزانج طبعی طور پر جنگ وجدال سے نفرت کرتا ہے۔"

پھر اس آیت کریمہ کے فوائد ذکر کرتے ہوئے مزید کہا:

"اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ: انسان اگر کسی شرعی فریضے کو طبعی طور پر اچھانے سمجھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن یہ ناگواری بطور شرعاً حکم نہ ہو بلکہ فطری ہو، کیونکہ بطور شرعاً حکم اسے تسلیم کرنا اور دل کی خوشی سے قبول کرنا لازم ہے۔ "ختم شد  
تفسیر القرآن، ازاد ابن عشیم

آپ رحمہ اللہ نے ایک اور جنگ پر یہ بھی کہا ہے کہ:

"فرمان باری تعالیٰ: **{وَهُوَ كَرِيمٌ}**۔ میں یہ بانداز ضروری ہے کہ یہاں "ہو" ضمیر کا مرتع قتال ہے نہ کہ فرضیت قتال؛ کیونکہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کے فریضے کو ناگوار سمجھیں، ہاں قتل ان کے ہاں ناگوار چیز تھی کہ قتال میں شریک ہوں اور پھر مقتول بنیں۔ اور دونوں باتوں میں فرق ہے کہ انسان اللہ کے حکم کو ناگوار سمجھے یا جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اسے ناگوار سمجھے۔ "ختم شد

"مؤلفات ایش بن عشیم" (438/2)

خلاصہ یہ ہوا کہ:

مومن عورت اللہ تعالیٰ کی ایک سے زائد شادی کی شرعی اجازت کو تسلیم کرے، اور یہ عقیدہ رکھے کہ اس میں حکمت بھی ہے اور بہتری بھی؛ اگرچہ اپنے مقابلے میں خاوند کی دوسرا یوں اسے ناپسند رہے کوئی حرج نہیں لیکن شرعی حکم کو ناگوار مت سمجھے، بالکل ایسے ہی جیسے انسان قتال پسند نہیں کرتا، اور کسی بھی ایسی چیز کو پسند نہیں کرتا جو انسان کے آرام میں خلل پیدا کرے مثلاً: نماز غبر کے لیے ٹھنڈنے پانی سے وضو کرنا، شدید گرمی میں روزے رکھنا وغیرہ۔ حدیث مبارکہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم نے فرمایا: (جنت کو ناگوار چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے، اور آگ کو من مانیوں سے گھیر دیا گیا ہے۔) اس حدیث کو مام بخاری: (6487) اور مسلم: (2823) نے روایت کیا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں کہتے ہیں:

"ناگوار چیزوں میں درج ذیل چیزیں بھی شامل ہیں: مکمل محنت اور لگن سے عبادت کرنا، تسلسل کے ساتھ عبادت کرنا، عبادت کے لیے پیش آمدہ مشقت پر صبر کرنا۔ اسی طرح غصہ پی جانا، معافی اور درگز سے کام لینا، صدقہ کرنا، برا سلوک کرنے والے کے ساتھ اپھا سلوک کرنا، من چاہی شوتوں سے اپنے آپ کو روکنا وغیرہ۔" ختم شد

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ: (کیا میں تمیں ایسی چیز سے آگاہ نہ کروں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے؟) صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: (ناگواریوں کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، مساجد تک زیادہ قدم چلنا، ایک نماز کے بعد دوسرا نماز کا انتظار کرنا۔ تو یہی ربط [شیطان کے خلاف چوکیداری] ہے۔) مسلم: (251)

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"حدیث میں مذکور ناگواریاں سخت سردی اور جسمانی تنکیف سمیت دیگر صورتوں میں بھی ہو سکتی ہے۔" ختم شد

اس بارے میں مزید کے لیے آپ سوال نمبر: (10991) کا جواب ملاحظہ کریں۔

واللہ اعلم